Basharat Saleem
2025.06.27 13:56
I attest to the accuracy and
integrity of this document

از عدالتِ عظمیٰ

کے پی تیواری

بنام

ریاست مدھیہ پردیش

تاریخ فیصلہ: 29 اکتوبر 1993

[پی۔بی۔ساونت اور یوگیشور ڈے، جسٹس صاحبان]

انصاف کا انتظام-عدالتی نظم وضبط-عدالتی افسر-ایڈیشنل سیشن جج-کے ذریعے غیر منقولہ ضمانت کی منظوری-عدالت عالیہ نے ضمانت کے حکم کو کالعدم قرار دیا-عدالتی افسر کے خلاف فیصلے میں اس کے مقصد کو منسوب کرتے ہوئے تبصرے کیے گئے-ماتحت عدالتوں کے ججوں کے خلاف سختیاں منظور کرنے کا اعلی عدالتوں کا اختیار-قرار پایا کہ ،اعلی عدالتوں کے ججوں کو خود تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور عدالتی احتیاط اور استحقاق کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے-ماتحت عدالتوں کے احکامات کی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے، مقصد کو ان سے منسوب نہیں کیا جانا چاہئے-اپنانے کا مناسب طریقہ یہ ہے کہ متعلقہ افسر کے طرز عمل کو اس کے کام کے خفیہ ریکارڈ میں نہ رکھا جائے اگر وہ مسلسل عدالتی طرز عمل کا شبہ پیدا کرنے والے احکامات جاری کر رہا ہو۔

درخواست گزار ایک ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج تھا۔تعزیراتِ ہند دفعات 147، 148، 149، 506، 341 اور 302 کے تحت قابل سزا جرائم کے الزام میں پانچ ملزموں کی ضمانت کی درخواستیں اس وقت غور کے لیے ان کے سامنے آئیں جب ملزم کے ذریعے کیے گئے جرم کے سلسلے میں فرد قرار داد جرم پر چیف جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں کارروائی ہو رہی تھی۔درخواست گزار نے ضمانت کی درخواستوں پر قابلیت پر غور کیا اور انہیں مسترد کر دیا۔قابلیت پر مسترد ہونے کے باوجود، اس نے پہلے ملزم کو عارضی ضمانت اور بعد میں مستقل ضمانت دے دی۔مستغیث کی طرف سے پیش کردہ ضمانت کی منسوخی کی درخواست پر، عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ کسی بھی ملزم کو ضمانت دینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔درخواست گزار کی طرف سے منظور کیے گئے ضمانت کے احکامات کو الٹتے ہوئے،

Basharat Saleem
2025.06.27 13:56
I attest to the accuracy and
integrity of this document

عدالت عالیہ نے فیصلے میں اس کے مقصد کو منسوب کرتے ہوئے تاثرات دیے۔ درخواست گزار نے خصوصی اجازت کی درخواست دائر کی جس میں عدالت عالیہ کی طرف سے اپنے فیصلے میں ان کے خلاف کیے گئے تاثرات کو خارج کرنے کی درخواست کی گئی۔

درخواستوں کی اجازت دینااور متنازعہ تاثرات کو خارج کرنا، یہ عدالت،

قرار دیا گیا کہ: 1.1. نچلی عدالتوں کے ان احکامات میں ترمیم کرنا یاانہیں کالعدم قرار دینا اعلی عدالتوں کے کاموں میں سے ایک ہے جو قانون یا حقیقت میں جائز نہیں ہیں۔ ہمارا قانونی نظام ججوں کی غلطی کو تسلیم کرتا ہے اور لہذا اپیلوں اور نظر ثانی کا بندوبست کرتا ہے۔ ایک جج اپنے فرائض کو اپنی پوری صلاحیت کے مطابق انجام دینے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسا کرتے وقت، بعض اوقات اس کے غلطی کرنے کا امکان ہوتا ہے۔ ہر غلطی، چاہے وہ کتنی ہی سنگین نظر آئے، اس لیے اسے نامناسب مقصد سے منسوب نہیں کیا جانا چاہیے۔

1.2. اگر کوئی خاص عدالتی افسر مسلسل عدالتی طرز عمل کا شبہ پیدا کرنے والے احکامات جاری کر رہا ہے جو مکمل طور پر یا جزوی طور پر بھی بے گناہ کام کاج سے منسوب نہیں ہے، تو اعلی عدالت کے لیے اپنانے کا مناسب طریقہ یہ ہے کہ اس کے طرز عمل کو اس کے کام کے خفیہ ریکارڈ میں نہ رکھا جائے اور اسے مناسب موقع پر استعمال کیا جائے۔

1.3. اعلی عدالتوں میں ججوں کا یہ فرض بھی ہے کہ وہ تمام متعلقہ افراد کی طرف سے عدالتی نظم وضبط اور عدلیہ کے احترام کو یقینی بنائیں۔ انصاف کے انتظامیہ اور عدلیہ پر لوگوں کے اعتماد کو اس سے بڑا کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا جب اعلی عدالتوں کے جج عوامی طور پر ماتحت ججوں کے خلاف سختی کرتے ہیں اور ان پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہیں۔ اس لیے ججوں کو خود پر قابو رکھنا چاہیے اور عدالتی احتیاط اور استحقاق کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ ماتحت عدالتوں کے احکامات کی ناپسندیدگی کا اظہار کرنے کے طریقے ہیں لیکن محرکات کو منسوب کرنا یقیناً ان میں سے ایک نہیں ہے۔

مجرمانہ اپیل کا عدالتی فیصلہ: خصوصی اجازت کی درخواست (فوجداری) نمبر 2081-82، سال 1993۔

متفرقہ فوجداری مقدمہ نمبر 816/91 اور 466/91 میں مدھیہ پردیش عدالت عالیہ کے 13.7.91 کے فیصلے اور حکم سے۔

Basharat Saleem
2025.06.27 13:56
I attest to the accuracy and
integrity of this document

درخواست گزار کی طرف سے کے این شالہ اور احمد خان۔

عدالت کا حکم سنایا گیا:

یہ ایک عدالتی افسر کی طرف سے درخواست ہے جو متعلقہ وقت میں ایک ایڈیشنل سیشن جج تھا، ان تاثرات کو خارج کرنے کے لیے جو عدالت عالیہ نے متفرقات فوجداری مقدمہ نمبر 816، سال 1991 اور 466، سال 1991 میں اس کی طرف سے منظور کیے گئے ضمانت کے احکامات کو الٹتے ہوئے اس کے خلاف کیے تھے۔

2. غیر متنازعہ حقیقت یہ ہے کہ ان مقدمات میں ملزموں پر تعزیراتِ ہند کی دفعات 147، 148، 149، 506، 341 اور 302 کے تحت قابل سزا جرائم کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔ متعلقہ وقت پر چیف جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں جرائم کے سلسلے میں فرد قرار داد جرم پر کارروائی کی جا رہی تھی۔ اس دوران پانچوں ملزموں نے ضمانت کے لیے درخواست دی۔ ان کی درخواست پر قابلیت پر غور کیا گیا اور درخواست گزار نے اسے مسترد کر دیا۔ تاہم اہلیت کی بنیاد پر درخواست مسترد ہونے کے باوجود درخواست گزار نے پہلے کسی نہ کسی وجہ سے ملزم کو عارضی ضمانت دے دی اور بعد میں ان سب کو مستقل ضمانت دے دی گئی۔ مستقل ضمانت دینے کے حکم کے خلاف مستغیث نے عدالت عالیہ میں درخواست دائر کی اور ضمانت منسوخ کرنے کی درخواست کی۔ اس ریاست نے علیحدہ درخواست دائر نہیں کی لیکن شکایت کنندہ کی درخواست کی حمایت کی اور ضمانت کی منسوخی کے لیے بھی دباؤ ڈالا۔ عدالت عالیہ نے ضمانت دیے گئے پانچوں ملزموں میں سے ہر ایک کے کیس پر تبادلہ خیال کیا اور نشاندہی کی کہ حقائق پر ان میں سے کسی کو ضمانت دینے کا کوئی جواز نہیں ہے اور 13 جولائی 1991 کے اپنے حکم سے تمام ملزموں کی ضمانت منسوخ کر دی گئی۔ تاہم، حکم منظور کرتے ہوئے، عدالت عالیہ نے درج ذیل مشاہدات کیے:

> "یہ حقیقت کہ حتمی گرانٹ ریاستی حکومت کو سنے بغیر اور حقیقت کی تصدیق کیے بغیر دی گئی تھی، غیر درخواست گزاروں میں فرسٹ ایڈیشنل سیشن جج، شری کے پی تیواری کی دلچسپی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ درحقیقت، یہ دلچسپی تمام پانچوں صورتوں میں واضح ہے۔ کسی کو جو تاثر ملتا ہے وہ یہ ہے کہ شری آر پی تیواری، فرسٹ اے ایس جے کو غیر درخواست گزاروں نے جیت لیا ہے اور اس لیے اکثر کوئی فیصلہ، یا حکم لکھنا، غیر درخواست گزاروں کو ضمانت پر رہا کرنا تھا۔ لہذا یہ ایک

Basharat Saleem
2025.06.27 13:56
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ایسا معاملہ ہے جہاں غیر درخواست گزار نے نہ صرف قانون اور عدالتی عمل کو نظرانداز کیا ہے بلکہ پہلے اے ایس جے شری کے پی تیواری پر بدعنوان اثر و رسوخ کا معقول شبہ بھی ہے۔ اس عدالت کو لازمی طور پر ایسے احکامات کو واپس لینا ہوگا۔

XXX

XXX

XXX

XXX

درحقیقت، یہ (عدالت) اپنے فرض میں ناکام ہو جائے گی اگر وہ غیر درخواست گزاروں کے بدعنوان اثر و رسوخ کو قبول کرتی ہے اور غیر قانونی احکامات کو موثر رہنے دیتی ہے۔"

اس میں کوئی شک نہیں کہ عدالت عالیہ نے درخواست گزار کی طرف سے دی گئی ضمانت کو منسوخ کرنے میں مکمل طور پر جواز پیش کیا۔ درحقیقت، ریکارڈ پر موجود حقائق اور حالات پر، ہم سب مطمئن نہیں ہیں کہ ملزم کو ضمانت پر رہا کرنے کے حق میں صرف مقدمہ تھا۔

تاہم، ہم عدالت عالیہ کے فاضل جج کو یاد دلانے پر مجبور ہیں کہ ملزم کو دی گئی غیر مشروط ضمانت پر چاہے کتنا ہی تکلیف ہو، اسے عدالتی احتیاط اور استحقاق کو ایک لمحے کے لیے بھی نظر انداز کرنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے تھی۔ اعلی عدالتیں ہر روز نچلی عدالتوں کے ایسے احکامات کا سامنا کرتی ہیں جو قانون یا حقیقت میں جائز نہیں ہیں اور ان میں ترمیم کرتی ہیں یا انہیں الگ کرتی ہیں۔ یہ اعلی عدالتوں کے کاموں میں سے ایک ہے۔ ہمارا قانونی نظام ججوں کی غلطی کو تسلیم کرتا ہے اور لہذا اپیلوں اور نظر ثانی کا بندوبست کرتا ہے۔ ایک جج اپنے فرائض کو اپنی پوری صلاحیت کے مطابق انجام دینے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسا کرتے ہوئے، بعض اوقات، اس کے غلطی کرنے کا امکان ہوتا ہے۔ یہ اچھی طرح سے کہا جاتا ہے کہ ایک جج جس نے غلطی نہیں کی ہے ابھی پیدا ہونا باقی ہے۔ اور یہ سب سے نچلے درجے سے لے کر سب سے اونچے درجے تک ہر سطح کے ججوں پر لاگو ہوتا ہے۔ بعض اوقات، اعلی اور نچلی عدالتوں کے خیالات میں فرق خالصتا نقطہ نظر اور ادراک میں فرق کا نتیجہ ہوتا

Basharat Saleem
2025.06.27 13:56
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہے۔ایسے مواقع پر نچلی عدالتیں لازمی طور پر غلط نہیں ہوتیں اور اعلی عدالتیں ہمیشہ درست ہوتی ہیں۔یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ نچلے عدالتی افسران زیادہ تر ایک پرسکون ماحول میں کام کرتے ہیں اور مسلسل نفسیاتی دباؤ میں رہتے ہیں جس میں تمام مدمقابل اور ان کے وکیل تقریباً اپنی گردنوں سے سانس لیتے ہیں-زیادہ درست طریقے سے اپنی ناک تک۔انہیں اعلی عدالتوں کے الگ تھلگ ماحول کا فائدہ حاصل نہیں ہے کہ وہ ٹھنڈے انداز میں سوچیں اور صبر سے فیصلہ کریں۔ہر غلطی، چاہے وہ کتنی ہی سنگین نظر آئے، اس لیے اسے نامناسب مقصد سے منسوب نہیں کیا جانا چاہیے۔یہ ممکن ہے کہ کوئی خاص عدالتی افسر مستقل طور پر عدالتی طرز عمل کا شبہ پیدا کرنے والے احکامات جاری کر رہا ہو جو مکمل طور پر یا جزوی طور پر بھی بے گناہ کام کاج سے منسوب نہیں ہے۔ایسے معاملات میں بھی، اعلی عدالت کے لیے اپنانے کا مناسب طریقہ یہ ہے کہ اس کے طرز عمل کو اس کے کام کے خفیہ ریکارڈ میں نہ رکھا جائے اور اسے مناسب مواقع پر استعمال کیا جائے۔اعلی عدالتوں کے ججوں کا یہ فرض بھی ہے کہ وہ تمام متعلقہ افراد کی طرف سے عدالتی نظم وضبط اور عدلیہ کے احترام کو یقینی بنائیں۔عدلیہ کا احترام اس وقت نہیں بڑھتا جب نچلی سطح کے ججوں کو بے تحاشہ تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور عوامی سطح پر ان کی مذمت کی جاتی ہے۔انصاف کے انتظامیہ اور عدلیہ پر لوگوں کے اعتماد کو اس سے بڑا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا جب اعلی عدالتوں کے جج عوامی طور پر کسی نہ کسی وجہ سے ماتحت ججوں پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہیں۔یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جن افسران کے خلاف اس طرح کی سختیاں عوامی طور پر منظور کی جاتی ہیں، ان کے ماتحتوں اور عوام کے ممبروں کی نظر میں ہمیشہ کے لیے مذمت کی جاتی ہے۔عدلیہ کو اندر سے تباہ کرنے کے لیے اس سے بہتر کوئی آلہ نہیں مل سکتا۔اس لیے ججوں کو خود پر قابو رکھنا چاہیے۔ماتحت عدالتوں کے احکامات کی ناپسندیدگی کا اظہار کرنے کے طریقے اور طریقے ہیں لیکن ان سے محرکات منسوب کرنا یقیناً پر ان میں سے ایک نہیں ہے۔عدلیہ کو نیچے لے جانے کا یہ یقینی ترین طریقہ ہے۔

لہذا ہم عرضی کو قبول کرتے ہیں اور 13 جولائی 1991 کو متفرقہ فوجداری مقدمہ نمبر 816 اور 466، سال 1991 میں عدالت عالیہ کے کمزور جج کے فیصلے سے مذکورہ بالا تاثرات کو خارج کرتے ہیں۔درخواست کو اسی کے مطابق اجازت دی جاتی ہے۔

درخواست منظور کی گئی۔